سیر وسوانح

ابو القاسم السہیلی
حیات وعلمی فکری سرمایہ

از: بنیونس الزاکی (وجدہ، مراکش)
ترجمہ: مسعود الرحمٰن خاں ندوی

حیات

نسب

ابن دحیہ نے اپنے استاد سہیلی کا نسب اس طرح پیش کیا ہے:

"ابو القاسم سہیلی، ابوزید عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن احمد بن ابی الحسن اصبغ بن حسین بن سعدون بن رضوان بن فتوح جو اندلس تشریف لائے۔ میرے استاذ نے اسی طرح اپنا نسب املا کرایا اور فرمایا تھا کہ وہ ابورویحہ خشعمی[1] کی اولاد میں تھے، جن کو اہلِ سیر کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال عَلَم عطا فرمایا تھا[2]۔"

سہیلی کے بارے میں ابن دحیہ کا یہ بیان قدیم ترین ہے اور اپنے استاد سے روایت کی وجہ سے مستند ترین بھی ہے، اس لیے بعد کے سیرت نگاروں نے اسی نسب پر اعتماد کیا اور اس میں کسی قابل ذکر بات کا اضافہ نہیں کیا۔

کنیت

سہیلی تین کنیتوں سے معروف تھے۔ اکثر مصادر میں ابو القاسم یا ابوزید ہے۔ ابو الحسن کا ذکر ابن ابّار[3]، ابن فرحون[4]، ابن خطیب[5] اور ابن عماد[6] نے کیا ہے۔ متعدد کنیتوں کے مسئلہ پر اگرچہ سہیلی کا خاص مطالعہ کرنے والے ڈاکٹر محمد ابراہیم بنّا نے کئی اعتبار سے اس ابہام کو دور کرنے کی کوشش کی ہے[7]، لیکن میرا خیال ہے کہ ابن عسکر نے سہیلی کی دوسری شادی سے

ہونے والی اولاد میں ابوالحسن علی بن عبدالرحمٰن سہیلیؒ کا تذکرہ لکھ کر نہ صرف یہ کہ اس مسئلہ کا فیصلہ کر دیا ہے، بلکہ ان کی ایک اور کنیت ابو علی کا اضافہ بھی کیا ہے۔

باپ دادا

سہیلی کی ذاتی زندگی اور ان کے خاندانی حالات کے بارے میں ان کے تذکرہ نگار خاموش ہیں۔ صرف دو بیانات ملتے ہیں:

(۱) سہیلی کے اساتذہ کی تعریف میں ابن دحیہ لکھتے ہیں: "قرطبہ کا سفر کیا۔ قاری ابوداؤد سلیمان بن یحییٰ سے باب الجوز میں ان کی مسجد میں قرآنِ عظیم ساتوں قراءتوں سے پڑھا اور مجھ سے فرمایا: وہ میرے والد کا بہت احترام[۹] فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ دونوں پر رحم فرمائے۔"[۱۰]

(۲) دوسرے بیان میں خود سہیلی نے اپنے دادا کی طرف اشارہ کیا ہے۔ لکھا ہے:
"..... غریب حدیث روایت کی، ممکن ہے وہ صحیح ہو۔[۱۲] میں نے اس کو اپنے دادا ابوعمران احمد بن ابی القاضی کی تحریر میں پایا۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔"[۱۳]

ابن ابار نے اسی خبر پر اعتماد کرتے ہوئے سہیلی کے دادا کا تذکرہ تیار کیا۔[۱۴] اور شاید ابن قاضی شہبہ اور ذہبی کو سہیلی کے خاندان کے دیگر حالات نہ ملے تو ان ہی دو خبروں کے اول نے یہ نتیجہ نکالا کہ ان کا تعلق "علم و خطابت کے گھرانے سے تھا"[۱۵] اور دوسرے نے یہ بیان کیا کہ "ان کا شمار خطیب ابو محمد بن خطیب ابی عمرو کی اولاد میں ہوتا ہے۔"[۱۶]

نسبت

سہیلی کی نسبت "سہیل" کی طرف مشہور ہے، مگر ماہرینِ بلدان اس کے مفہوم پر متفق نہیں ہیں۔ یاقوت حموی اس کو وادی بتاتے ہوئے لکھتے ہیں: "وادی سہیل اندلس کے ضلع مالقہ میں ہے جس کے ایک گاؤں سے الروض الانف نامی سیرت کے شارح عبدالرحمٰن سہیلی کا تعلق ہے۔"[۱۷] ابن خطیب اس کی توصیف ایک قلعہ کی حیثیت سے یوں کرتے ہیں: وہ "ایک مضبوط ترین قلعہ ہے جس کی مثال ہند و چین پیش کرنے سے قاصر ہیں۔"[۱۸] حمیری نے "مربلہ" چوٹی کو مرسی "سہیل" کے قریب بتاتے ہوئے اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں لکھا ہے:
"وہاں پر بلند و بالا پہاڑ ہے۔ وہاں کے باشندوں کا خیال ہے کہ سہیل نامی تارہ اس کی بلندی

سے نظر آتا ہے۔ اسی لیے الروض الأنف کے مؤلف حافظ ابوالقاسم کی نسبت سہیلی ہے۔[۱۹]
عبداللہ عنان کی تحقیق یہ ہے کہ سہیل قدیم شہر ہے، اس کی تاریخ رومن عہد تک پہنچتی ہے، اس کا نام SELITANE تھا، مسلمانوں نے اس کا نام سہیل رکھا، وہ اب تک قائم ہے، آج وہ FUENGIROLA کے نام سے جانا جاتا ہے اور مالقہ سے تقریباً تیس کلومیٹر مسافت پر ہے۔[۲۰]

سن ولادت

سہیلی کے سن ولادت ۵۰۸ھ میں کوئی خاص اختلاف نہیں ہے۔ سب سے قدیم بیان ابن دحیہ ہی کی زبانی ہے: "میں نے ان سے ان کی ولادت کے بارے میں پوچھا، تو بتایا کہ وہ ۵۰۸ھ میں پیدا ہوئے"[۲۱]۔ بعد کے مصادر نے اسی روایت پر اعتماد کرتے ہوئے اس سے اختلاف نہیں کیا۔ البتہ ابن آبار نے سہیلی کے ایک اور شاگرد سے یہ روایت بیان کی کہ "ابوالقاسم بن ملجوم نے کہا: مجھ کو (سہیلی نے) بتایا کہ وہ سن ۵۰۷ یا ۵۰۸ میں پیدا ہوئے"[۲۲]۔ یہ شک مذکورہ تاریخ پر روشنائی گرنے سے پیدا ہوا۔ ذہبی نے ان کی ولادت کی تحقیق نہیں کی، کچھ ابہام رہا ہوگا، اس لیے صرف یہ لکھا کہ "ان کی پیدائش پانچ سو چند سال ہے"[۲۳]۔ مگر دوسری جگہ ان کی وفات ۵۸۱ھ متعین کر کے لکھا ہے کہ "بہتر سال جئے"[۲۴]۔ تو ان کے کلام کو بھی اسی بات پر محمول کیا جائے گا کہ سہیلی کی ولادت ۵۰۸ھ کی ہوگی۔

بینائی کا مسئلہ

بیشتر مصادر کا اتفاق ہے کہ سہیلی سترہ سال کی عمر میں اپنی بصارت کھو چکے تھے۔ سب کا اعتماد ابن آبار کی اس روایت پر ہے کہ "کسی آفت کے نازل ہونے پر سترہ سال یا اس کے لگ بھگ عمر میں ان کی بصارت ضائع ہوگئی"[۲۵]۔
نابیناؤں کے تذکرہ میں صفدی کا اعتماد بھی یقیناً اسی روایت پر رہا ہوگا[۲۶]۔ ڈاکٹر بنا کو درج ذیل وجوہ سے اس بات میں شبہ ہے: ۱۔ اگر یہ عارضہ واقعتاً سہیلی کو لگا ہوتا تو ان کے شاگرد ابن دحیہ جو ان کے اولین تذکرہ نگار بھی ہیں، اس کو ضرور بیان کرتے، مگر انھوں نے ایسا نہ کیا، ۲۔ الروض الانف میں سہیلی کی تحریر بھی اس کی نفی کرتی ہے[۲۷]۔
میرے خیال میں ان کی پہلی دلیل اس لیے غلط ہے کہ اگرچہ ابن دحیہ نے اس

بات کا تذکرہ نہیں کیا، لیکن سہیلی کے دوسرے دو شاگردوں نے اس کو قابلِ ذکر سمجھا۔ ضبیؒ نے تو صاف طور پر لکھا کہ وہ "بینائی سے محروم تھے"[۲۸] اور ابن عربی حاتمی صوفی نے اپنی کتاب محاضرات الابرار کے مآخذ کا ذکر کرتے ہوئے ضمناً بتایا: "اور ہمارے نابینا شیخ ابوزید سہیلی مالکیؒ کی کتاب الروض الانف"[۲۹]

لیکن ان کی دوسری دلیل وزنی ہے، الروض الانف کی کئی عبارتیں غور و فکر پر آمادہ کرتی ہیں، میں نے بھی تلاش کیا تو دس سے زیادہ عبارتیں ملیں[۳۰] جن میں سے اکثر میں احتمال ہے اور وہ سہیلی کی ابتدائی عمر میں نابینائی کی قطعی دلیل بننے کے قابل نہیں ہیں۔ آخر میں مجھے ایک ایسا حوالہ بھی ملا جس سے سہیلی کی مکمل طور پر بینائی کھونے کی خبر مشکوک معلوم ہوتی ہے۔ زبیدی نے (خزج) کے پہلے حرف کو زبر اور دوسرے کو جزم سے لکھا، اور بتایا کہ حافظ ابن حجر نے اس کو اسی طرح تحریر کیا ہے، پھر کہا: "الروض (الانف) میں سہیلی کے خط سے (دونوں حرف پر) دو زبر پائے گئے"[۳۱] اگر یہ خبر صحیح ہے تو سہیلی ساٹھ سال کی عمر کے بعد بھی اپنی نظر سے کام لینے پر پوری طرح قادر تھے، کیونکہ خود ان کی اطلاع کے مطابق وہ الروض الانف کی تالیف سے جمادی الاولیٰ ۵۶۹ھ میں فارغ ہوئے[۳۲]

تنگدستی

ابن دحیہ کہتے ہیں: "مالقہ میں ان کی پرورش ہوئی، وہیں تعلیم حاصل کی، اسی ماحول میں جوان ہوئے، یہاں تک کہ بلاغت میں ان کا سورج چمکا اور حوصلہ مندیوں کی طرف ان کا نفس بڑھا۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ عمر کے بیشتر حصہ میں فقر کی تلخی سے دوچار رہے" "وہ خودداری سے بہرہ ور اور بقدر ضرورت اسباب زندگی پر قانع تھے"[۳۳] یہ کوئی نئی بات بھی نہیں ہے، اس لیے کہ گذشتہ زمانہ میں علماء کا اوڑھنا بچھونا فقر ہی تھا۔ اللہ تعالیٰ اس شاعر پر رحم فرمائے جس نے کہا:

قلتُ للفقر: أين أنت مقيم؟ قال لی: فی عمائم الفقہاء

میں نے فقر سے پوچھا: تم کہاں رہتے ہو؟ اس نے مجھ سے کہا: علماء کی پگڑیوں میں

إنّ بینی وبینہم لَاخاءُ وعزیزٌ علیّ ترکُ الاخاءِ

میرے اور ان کے درمیان بھائی چارگی ہے اور مجھ پر اس کو چھوڑنا گراں ہے۔

پھر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موحدی خلافت کو جب ان کی حالت کی خبر ہوئی تو زمانہ نے رخ بدلا اور وہ دارالخلافہ مراکش بلائے گئے تاکہ وہاں لوگوں کو اپنے علم کے فیض سے مستفید کریں۔" خلیفہ کے حضور میں ان کی پیشی ہوئی تو عمر لب بام تھی، جسم جھول چکا تھا، زندگی کے دن گنے جارہے تھے، قسمت کا تارہ ڈوب رہا تھا، جب جینے کے اسباب پیدا ہوئے تو وہ رخصت ہوگئے۔"[۳۵] مشہور قول کے مطابق ۵۸۱ھ[۳۶] میں مراکش میں ان کی وفات ہوئی جہاں ان کی قبر معروف ہے۔[۳۷]

زمانہ

چھٹی صدی ہجری جس میں سہیلی نے پوری زندگی گذاری، علم وتہذیب وثقافت کے لحاظ سے اندلس کی زرخیز ترین صدیوں میں سے تھی۔ اس میں ایسے علماء پیدا ہوئے جن کی شہرت چار دانگ عالم میں ہوئی، دور دراز علاقوں سے ان کی طرف طلباء کا رجوع ہوا۔ اس وقت کے علمی حلقوں میں علم ومعرفت کے متنوع فنون کا چرچا تھا، اگرچہ غالب رجحان لغوی ونحوی علوم کی طرف تھا جن میں علمائے اندلس نے بھرپور حصہ لیا۔

تعلیم

قابل ترجیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ سہیلی نے اپنے والد سے ابتدائی تعلیم حاصل کی، حفظ قرآن کی دولت سے مالامال ہوئے، عربی علوم اور اس کے قواعد کے اوّلین مبادیات حاصل کیے، پھر علم کی نہروں فقہ، حدیث، تفسیر، تجوید، تاریخ، لغت، نحو وغیرہ سے سیراب ہوئے۔ ان ہی علوم وفنون کا علمی حلقوں میں چرچا تھا جن کو ممتاز علماء جیسے قاضی ابوبکر بن عربی، ابوبکر بن طاہر اشبیلی، ابن طراوۃ، ابن رماک وغیرہ[۳۸] پڑھاتے تھے۔ ان سب کا سہیلی کی متنوع تعلیم وثقافت پر اثر ہے، اگرچہ لغت ونحو کی صلاحیت میں ابن رماک کا سب سے زیادہ احسان معلوم ہوتا ہے۔

علمی وتحقیقی کمال

سہیلی اپنی غیر معمولی ذہانت اور طاقتور حافظہ کی بدولت ممتاز عالم بننے کے قابل تھے۔

انھوں نے مختلف علوم وفنون میں مہارت اور اختصاص کا درجہ حاصل کیا۔ علم قرارت پر تو ایسا عبور حاصل کیا کہ اس کے امام شمار ہوئے۔ اس کے علاوہ سیرت، تاریخ اور انساب میں ان کی شہرت عام ہے اور ان کی مشہور ترین تالیف الروض الانف اس پر گواہ ہے، اس لیے کہ وہ علوم ومعارف کا خزانہ ہے، اس میں آپ کو آپ کی خواہش کے مطابق تاریخی واقعات، فقہی استنباط، نحوی تحقیقات وغیرہ ہر طرح کے علمی فنون اور دقیق نکتے ملیں گے، جن سے انھوں نے اپنی کتاب کے ابواب وفصول کو سجایا اور اپنے زیرِ نظر اغراض ومقاصد کی تکمیل کی ہے۔

علمی وفکری سرمایہ

سہیلی کے استاد قاضی ابوبکر عربی نے تالیف کی غرض وغایت بتاتے ہوئے صاف الفاظ میں لکھا ہے: "آزمودہ کار (اہلِ قلم) کو کسی تصنیف میں دو مقصد پیش نظر رکھنا چاہیے: نئے معنی پیدا کرے یا نیا اسلوب وعبارت پیش کرے۔ ان دو باتوں کے علاوہ صفحے سیاہ کرنا اور سرقے سے زینت حاصل کرنا ہے۔"[۵۳۹] سہیلی کی تصنیفات موضوع کے انتخاب میں جدّت اور اس پر بحث کے طریقہ میں مہارت کے لحاظ سے ممتاز ہیں، مثال کے طور پر مبہمات القرآن کے موضوع پر ان سے پہلے کسی نے خامہ فرسائی نہیں کی، اور سیرتِ نبوی کے شارح کی حیثیت سے بھی وہ سب سے پہلے تھے۔ اکثر مسائل میں ان کی بحث میں جدت نظر آتی ہے۔ خواہ وہ مسائل نحوی، لغوی، فقہی، بلاغتی کسی موضوع سے بھی تعلق رکھتے ہوں، ان کی الروض الانف خاص طور سے ایسے مسائل کا بیش بہا ذخیرہ ہے۔ بہت جلد علمی مہارت حاصل کر لینے کے باوجود ان کی عمر کو دیکھتے ہوئے ان کا علمی وفکری سرمایہ کم معلوم ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی تحریری صلاحیت کو غیر مفید کاموں میں استعمال کرنے سے احتیاط کرتے تھے۔ وہ بھی زمانہ کی ریت کے مطابق فقہ، اصول فقہ اور تفسیر قرآن کریم پر کتابیں لکھ سکتے تھے، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنے لیے دوسرا طریقہ ہی پسند کیا اور اس کی پابندی کی، یعنی قابل بحث وتحقیق مسائل کا انتخاب ان پر غور وفکر ان کی مشکلات میں غوطہ زنی کہ اس کی الجھی ہوئی گتھیاں سلجھ جائیں۔ زمانہ نے ہمارا ساتھ دیا کہ ان کے اکثر یادگار کام ہمارے لیے محفوظ رکھے۔ ان کی گمشدہ فکری کاوشیں بھی

مفرد مسائل پر ہی مشتمل تھیں، اگر وہ بھی ہمارے پاس ہوتیں تو سہیلی کی شخصیت اور ان کے علمی مرتبہ کو مزید روشن کرنے میں ہماری مدد کرتیں۔ ان کی کتابوں، املاء اور مسائل کی فہرست درج ذیل ہے:

مطبوع تصنیفات

۱۔ الروض الأنف والمشرع الرّوی فی تفسیر ما اشتمل علیہ حدیث سیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واحتوی۔

یہ عنوان بقول ڈاکٹر بنّا، سہیلی کی اس موضوع سے دلبستگی کا پتہ دیتا ہے[۵۰]، کیونکہ الروضۃ الأنف کا مطلب وہ باغ ہے جو چرا نہ گیا ہو[۵۱] اور مَشرع بروزن مُقعد بمعنی گھاٹ[۵۲] اور الرّوی کے معنی خود بقول سہیلی صاف شفاف[۵۳]۔ سہیلی نے چاہا بھی یہی ہے کہ یہ کتاب اسم بامسمیٰ ہو، اور وہ یقیناً گنجینۂ علوم و معارف و فوائد ہے بھی۔ یہ کتاب سہیلی کی عظیم ترین تصنیف ہے، قدیم وجدید ہر زمانہ میں اہل علم کے نزدیک اسے بڑی شہرت حاصل رہی ہے۔ سہیلی نے اپنا طریقۂ کار بتاتے ہوئے لکھا ہے: "میں نے اس املاء میں سیرت میں وارد نامانوس لفظ، مبہم اعراب، پیچیدہ کلام، مشکل نسب، قابلِ توجہ فقہی مسئلہ یا قابلِ تکمیل ادھوری خبر سے آگاہ کیا ہے[۵۴]"۔ اس مقصد کے حاصل کرنے کے لیے انھوں نے اختصار کو ملحوظ رکھا ہے؛ سوچ بچار کو کام میں لاتے ہوئے تحقیق کرتے رہے یہاں تک کہ گوہر مقصد کو پانے میں کامیاب ہوئے۔ خود اس بارے میں لکھتے ہیں: "اللہ کے فضل سے نامانوس معانی نے میرے لیے اپنی آنکھیں کھولیں، نادر و بے مثال لطیف فوائد کی مجھ پر بارش ہونے لگی، جس بھی مشکل کلام سے میں شروع کرتا وہ میری دسترس میں آنے لگتا۔ اختصار کی غرض سے میں نے ان میں سے بعض سے اعراض کیا اور طوالت و اکتاہٹ کے ڈر سے اکثر کو شامل نہ کیا۔ بے سود باتوں کو کاٹا چھانٹا۔ فصلوں کی تہذیب و تنقیح کی۔ اندوہناک باتوں کا تتبع نہ کیا حالانکہ ہر بات میں غم واندوہ کا حصہ ہوتا ہے۔ اس لیے حجم کے اعتبار سے گو یہ سب سے چھوٹی کتابوں میں شامل ہے مگر علم سے بھرا ہوا کوزہ ہے[۵۵]"۔

اس کتاب کی تالیف کا زمانہ خود سہیلی نے "محرم سے جمادی الاول ۵۶۹ھ"

متعین کیا ہے[۷۶]۔ بہت سے علماء نے اس کے خلاصے، حاشیے اور شرحیں تیار کیں۔ ان میں سے مشہور درج ذیل ہیں۔

الف۔ بدرالدین/عزالدین بن جماعۃ کنانی (وفات ۷۳۳ھ) کا اختصار: نورالروض[۷۷]۔

ب۔ مغلطائی بن قلیج حنفی (وفات ۷۶۲ھ) کا سیرۃ ابن ہشام اور روض الانف کا خلاصہ: الزہر الباسم[۷۸]۔

ج۔ قاضی القضاۃ یحییٰ مناوی (وفات ۸۷۱ھ) کا حاشیہ، جس کی تجرید ان کے نواسے زین العابدین بن عبدالرؤوف مناوی نے کی[۷۹]۔

الروض الانف اپنے علمی مرتبہ اور اس کے مباحث کی قدر و قیمت کی وجہ سے اب تک مختلف مطالعات اور علمی ابحاث کا بنیادی مرجع و مآخذ ہے، اہل لغت نے اس میں اپنا گوہر مقصود پایا تو اس سے مواد نقل کر کے اپنی تصنیفات کو مالامال کر دیا، اسی طرح نحو، فقہ، تفسیر، بلاغت وغیرہ علوم و فنون کے دیگر مراجع و مصادر اس کے اقتباسات سے بھرے پڑے ہیں۔

۲۔ نتائج الفکر

ڈاکٹر محمد ابراہیم بنا کی تحقیق سے دوبار: لیبیا سے ۱۹۷۸ء میں اور مصر سے ۱۹۸۶ء میں شائع ہوئی۔ اس میں دلالت، علت، عامل، نظم قرآن اور مصطلحات و تعریفات کی تنقید پر بحث ہے[۸۰]۔

۳۔ کتاب الفرائض وشرح آیات الوصیۃ

ڈاکٹر محمد ابراہیم بنا کی تحقیق سے قاریونس یونیورسٹی لیبیا نے ۱۹۸۰ء میں پہلی بار شائع کی۔ اس کے پہلے حصہ میں کتاب و سنت اور اقوالِ صحابہؓ کی روشنی میں میراث کے مصادر پر بحث ہے اور دوسرے حصہ کو چار ابواب میں اس طرح تقسیم کیا ہے: باب اول: میراث کے اصول اور حصہ دار۔ باب دوم: میراث کے وہ حصے جن میں کمی زیادتی کی ضرورت نہیں پڑتی۔ باب سوم: میراث کے وہ حصے جن میں کمی زیادتی کی ضرورت پڑجاتی ہے۔ اسی باب میں دادا کی میراث کی فصل بھی ہے۔ باب چہارم: میراث سے مانع اسباب۔

۴۔ التعریف والاعلام بما أبہم فی القرآن من الاسماء والاعلام

کتاب کا موضوع قرآن میں مذکور مبہم اسماء و اعلام کی وضاحت ہے، جیسا کہ خود سہیلی نے اس کتاب کا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا ہے: "اس مختصر کتاب میں میرا مقصد اُن انبیاء، اولیاء، انسانوں، فرشتوں، جنات، ملکوں، تاروں، درختوں یا حیوانات کے اسمائے

اعلام بیان کرنا ہے جن کا ذکر کتاب اللہ میں ان کے اسم علم کے بغیر آیا ہے۔ لیکن اہل کتاب علماء اور ناقلین اخبار کے نزدیک وہ معروف ہیں[۵۱]۔ سہیلی اس موضوع پر مستقل کتاب لکھنے والے پہلے اہل قلم تھے۔ انھوں نے اس موضوع پر بکھری ہوئی معلومات کو بہت سے مآخذ کے حوالہ کے ساتھ جمع کیا۔ یہ کتاب طبع شدہ صورت میں رائج ہے[۵۲]۔ قدیم ومتأخر علماء کے حلقوں میں اس کا ایسا اثر ہوا کہ پھر اس کتاب کے استدراک اور مزید معلومات کی حامل متعدد تصنیفات سامنے آئیں۔ جیسے:

الف۔ ابن عسکر مالقی (۵۸۴ - ۶۳۶ھ) کی التکمیل والاتمام لکتاب التعریف والاعلام[۵۳]۔

(ب) ابن فرتون ابوالعباس احمد بن یوسف سلمی (وفات ۶۶۰ھ) کی الاستدراک والاتمام۔ (حوالہ ندارد۔ مترجم)

(ج) بدرالدین بن جماعۃ (وفات ۷۳۳ھ) نے مذکورہ بالا سہیلی کی التعریف والاعلام اور ابن عسکر کی التکمیل والاتمام کو جمع کرکے نئی کتاب التبیان لکھی[۵۴]۔ اسی کتاب پر تقی الدین عبدری حیحی نے ابن جماعۃ پر سہیلی کی کتاب پر تہ یوں دینے کا الزام لگایا جو ابن جماعہ کے ۶۸۸ھ میں حاحہ سے شروع ہونے والے سفر مراکش کے ساتھی تھے[۵۵]۔

(د) ابوعبداللہ محمد بن علی اوسی بلنسی (وفات ۷۳۶ھ) نے بھی سہیلی وابن عسکر کی مذکورہ کتابوں کو جمع کرکے نئی کتاب کا نام صلۃ الجمع وعائد التذییل لموصول کتابی الاعلام والتکمیل

(ہ) سیوطی (وفات ۹۱۱ھ) کی بھی اس موضوع پر ایک کتاب ہے۔ اس لیے کہ انھوں نے سہیلی، ابن عسکر اور ابن جماعۃ کی مذکورہ کتابوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے: "اس موضوع پر میری بھی ایک لطیف کتاب ہے، جن میں اس کے بہت چھوٹے حجم کے باوجود مذکور کتابوں کے فوائد جمع کرنے کے ساتھ دیگر اضافے کیے ہیں[۵۶]۔

(و) ابوعبداللہ محمد بن محمد بن سلیمان زہری نحوی (وفات ۶۱۷ھ) کی التبیان فیما أبہم من الاسماء فی القرآن[۵۷]۔ یہ اندلسی مہاجر تھے، مالقہ میں پیدائش ہوئی، اندلس کے سفر کیے، مشرق کی طرف ہجرت کی، تاتاریوں کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ ہوسکتا ہے کہ انھوں نے اپنی مذکورہ کتاب اپنے ہم وطن سہیلی کے انداز پر قیام مشرق کے زمانہ میں لکھی ہو......

(۵) مجموعۃ من الامالی والمسائل المفردات أشار الی طائفۃ منہا فی کتابہ الروض الانف

ڈاکٹر محمد ابراہیم بنّا نے سہیلی کے املا کرائے ہوئے مجموعہ کا ایک حصہ امالی السہیلی

کے نام سے شائع کیا[۵۸] جس کے نام پر ڈاکٹر طہ محسن کو اعتراض ہے[۵۹]۔ یہ پانچ مسائل پر مشتمل ہے۔ ابتدائی تین نحوی مسائل ہیں: غیر منصرف، تشبیہی کاف اور بَلیٰ و نعم کے جواب۔ محدث ابن قرقول کو جواب، اس میں سہیلی نے اپنے دوست ابن قرقول کو جو ستر مسائل پر جواب دیا ہے جن کا تعلق لغت، نحو، فقہ وغیرہ سے ہے۔ طلاق اور لازم قسمیں اس کا تعلق فقہ سے ہے۔

(۶) مسائل فی النحو واللغة والحدیث والفقه۔

ڈاکٹر طہ محسن کو یہ مخطوطہ مکتبہ فاتح، استنبول کے مجموعہ ۶۹ء کے ضمن میں ملا تو انھوں نے تحقیق کے ساتھ اس کو عراقی مجلہ المورد میں شائع کیا[۶۰]۔ ان کو یقین ہے کہ یہ ڈاکٹر بنا کے شائع کردہ مجموعہ (مذکور بالا ۵) کا حصہ دوم ہے۔ یہ مسائل ترتیب وار درج ذیل ہیں: حروف[۱] شرط، استثناء[۲]، مفعول معہ[۳]، ایضاح[۴] میں ابوعلی فارسی کے کلام پر تعلیق، سہیلی[۵] کا جیمیہ قصیدہ، لفظ[۶] "استطاعت" کا مدلول، آیت[۷] "وتوبوا الی اللہ جمیعا ایّها المومنون"[۶۱] کے فوائد، حدیث[۸] "اعتقها فانها مومنة"[۶۲]: سے فقہی استنباط، سہیلی[۹] کی سند سے ایک حدیث کی روایت، کیا[۱۰] لفظ امر کا اطلاق آزاد اور غلام پر ہوتا ہے؟ کیا[۱۱] مجرد امر تکرار کا محتاج ہے؟ رمضان[۱۲] میں مسافر و مریض سے روزہ کا خطاب، روزہ[۱۳] کا خطاب حائضہ سے، رویا اور رؤیۃ[۱۴] پر کلام، عورتوں[۱۵] کے سرین میں صحبت کی حرمت۔

ان میں سے بعض مسائل پر کلام اتنا طویل ہے کہ مخطوطہ کے پندرہ صفحات سے بھی متجاوز ہے، جیسے دوسرا اور چودھواں مسئلہ اور بعض پر اتنا مختصر کہ بات چند سطروں سے آگے نہیں بڑھتی، جیسے تیسرا اور آٹھواں مسئلہ[۶۳]

الروض الانف اور دیگر مصادر میں مذکور نحو، تفسیر، حدیث، سیرت وغیرہ سے متعلق دوسرے مسائل کی تفصیل یہ ہے:[۶۴]

نحوی مسائل

(الف) مسئلہ کحل۔ الروض الانف میں ابراہیم علیہ السلام کی توصیف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول: لَم اَرَ رَجُلاً اَشبَهَ بِصاحبکم، ولا صاحبکم اشبه به منه پر سہیلی لکھتے ہیں: اگر دوسرا "اشبه" ساقط فرما دیتے تو بہت ہی اچھا ہوتا[۶۵] اور اگر صاحبکم کو مؤخر فرما کر یوں فرماتے "ولا اَشبه به صاحبکم منه" تو جائز تھا، اس صورت میں دوسرے

"اشد" کا فاعل ہونا، جیسے کہتے ہیں: ما رأیتُ رجلاً أحسنَ فی عینه الکحل من زید.
یہ ایسا اچھوتا مسئلہ ہے جس کو ہمارے علم میں کسی متقدم یا متاخر نحوی نے موضوع نہیں بنایا ہے. نیز ہم نے کسی دوسری کتاب میں اس مسئلہ پر تسلی بخش تحقیق املا کرائی ہے۔

(ب) حال ہونے کی وجہ سے "وَحْدَہ" کا منصوب ہونا۔ سہیلی نے لکھا ہے:
وحدہ کے باب میں بڑے اسرار ورموز ہیں جن کو ہم نے کسی دوسری کتاب میں املا کرایا ہے[66]

(ج) لفظ الجلالة۔ سہیلی کہتے ہیں: اس لفظ میں الف لام کا حکم دیگر اسمار سے مختلف ہے۔ تم یاایہا الرجل کہتے ہو، لیکن اللہ کو یا ایہا سے نہیں پکارتے، نیز بوقت ندا اس کی ہمزہ قطع کر کے یا اللہ کہتے ہو، اس کے سوا کسی اور نام سے ساتھ ایسا نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ بہت سے اور احکام ہیں جن میں اس نام کا حکم دوسرے معرفہ بنائے ہوئے اسمار سے مختلف ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ان بعض احکام کا ذکر ہم بعد میں کریں ..... ان کو کسی دوسری کتاب میں ہم تفصیل سے ذکر بھی کر چکے ہیں[67]

(د) آیت لنعلم أیّ الحزبین أحصی لما لبثوا أمداً[68] کا اعراب۔ سہیلی نے لکھا ہے:
اس آیت کے اعراب پر تقریباً ایک کراسہ (BROCHURE) کے بقدر ہم املا کرا چکے ہیں، اس میں زجاج کے وہم کا تذکرہ بھی کیا ہے[69]

(ھ) واو الثمانیة۔ سہیلی تحریر کرتے ہیں: اس واو پر جس کو بعض لوگ واو الثمانیہ کہتے ہیں ہم نے ایک طویل باب میں علیحدہ کلام کیا ہے[70]

(و) صفتِ مشبّہہ۔ اس بارے میں سیبویہ کی بیان کردہ صورتوں کو پیش کرنے کے بعد سہیلی رقم طراز ہیں: اس مسئلہ میں اسرار ورموز ہیں، صفت کے باب میں تعلیل کے انوکھے عجائبات ہیں۔ ان کو میں نے کسی دوسرے املا میں تفصیل سے کھول کر بیان کیا ہے[71]

(ز) مفعول من أجلہ۔ سہیلی فرماتے ہیں: مفعول من اجلہ کے بارے میں ہمارے پاس اسرار ورموز ہیں جن کے بیان میں ابھی ہم طوالت اختیار نہیں کریں گے، اور ایسے انوکھے پھل ہیں جن کو توڑنے کا یہ وقت نہیں[72]

تفسیری مسائل

(الف) سورتوں کے آغاز میں حروف مقطّعہ۔ ان حروف کے بارے میں سہیلی کا

خیال تھا کہ ان کے اسرار و رموز میں دل سے غور و فکر کی نگاہ سے مطالعہ اور ان کی پوشیدہ تعلیلات کی تلاش و جستجو کا مقصد دراصل انسان کو بیان سکھانے والے خالق کی حکمت میں غور و فکر ہے۔ اس خیال کی تصدیق کے لیے انھوں نے "نظم و نثر" کے بہت سے ایسے شواہد پیش کیے جو حروف مقطعہ کے معانی و رموز پر دلالت کرتے ہیں جیسے ایک رجزیہ شاعر کا قول: فقلتُ لہا: قفی، فقالت: قاف[۷۳] سورتوں کے آغاز میں حروفِ تہجی اسی باب میں شمار ہوتے ہیں[۷۴]۔

اگرچہ سہیلی نے قطعی طور پر یہ نہیں بتایا کہ انھوں نے ان حروف پر کوئی املا کرایا ہے، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کا اس کام کو کرنے کا ارادہ تھا[۷۵]۔ زرکشی نے بھی اشارتاً لکھا ہے کہ سہیلی نے تمام حروف مقطعہ کو (ألم یسطع نور حق کرہ) میں جمع کیا ہے اور "سورہ اعراف میں غور کرتے ہوئے آیت فلا یکن فی صدرك حرج[۷۶] کی روشنی میں (ص) کا اضافہ کر کے آدم اور ان کے بعد کے انبیاء کے قصص کی تشریح کی"۔ اسی لیے بعض لوگوں نے کہا کہ (المص) کے معنی الم نشرح لك صدرك ہیں[۷۷]، اس کے معنی مصور بھی بتائے گئے ہیں اور یہ بھی کہا گیا کہ میم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صاد سے حضرت صدیقؓ کی طرف اشارہ ہے، جیسے کہ صاد کی میم سے مصاحبت، حضرت صدیقؓ کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مصاحبت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ سہیلی نے اس کو آغازِ سور کے اسرار قرار دیا ہے[۷۸]۔

(ب) آیت "اللہ نور السموات والارض"[۷۹] سہیلی نے لکھا ہے: "میں نے کسی دوسری کتاب میں آسمان و زمین کے نور کے معنی تشفی بخش انداز میں املا کرائے ہیں"[۸۰]۔

(ج) آیت "وما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ"[۸۱] ابن دحیہ کا کہنا ہے: "سہیلی نے (مذکور آیت پر) مجھے املا کرایا"[۸۲]

(د) آیت یتفیؤ ظلالہ عن الیمین والشمائل[۸۳]۔ ابن دحیہ نے بتایا کہ "سہیلی نے (مذکورہ آیت پر) مجھے املا بولا"[۸۴]

(ہ) آیت قل ھو اللہ احد[۸۵]۔ ابن دحیہ نے لکھا ہے: "(مذکورہ آیت کے بارے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کہ وہ قرآن کے ایک تہائی حصہ کے برابر ہے کی تفسیر پر سہیلی نے مجھے املا کرایا"[۸۶]

حدیثی مسائل

(الف) میں نے زمین میں یہ بویا کہنا مکروہ ہے۔ الروض الأنف میں سہیلی نے لکھا ہے: "مسندِ وکیع بن جراح میں ابوعبدالرحمٰن حبلی سے مروی ہے کہ وہ (میں نے زمین میں یہ اور وہ بویا) کہنا مکروہ سمجھتے تھے، اس لیے کہ اصلاً اللہ تعالیٰ ہی بونے والا ہے اور مسندِ بزار میں مرفوع روایت کی رو سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی اس کی نہی وارد ہے۔ ہم نے اس حدیث پر کسی اور املاء میں کلام کیا ہے۔"[۸۷]

(ب) تحیات۔ سہیلی لکھتے ہیں: "ہم نے کسی اور کتاب میں تحیات سے لے کر تشہد تک کے معنی اور بہت سے فوائد ذکر کیے ہیں۔"[۸۸]

(ج) سبحان اللہ وبحمدہ۔ سہیلی تحریر کرتے ہیں: "ہم نے آیت قاب قوسین (النجم ۹) میں قوسین کی شرح کرتے ہوئے اس کے مکمل معنی کی طرف اس جزء میں اشارہ کیا ہے، جس کو ہم نے سبحان اللہ وبحمدہ کی تشریح کے لیے املاء کرایا تھا۔ یہ جزء تقدیس وتسبیح کے معنی کے لطائف پر مشتمل ہے۔"[۸۹]

(د) حدیث ان اللہ جمیل ویحب الجمال۔[۹۰] سہیلی رقم طراز ہیں: "ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی شرح بیان کرتے ہوئے اس میں (محبت) کے معنی کو کھولا ہے، اور ابوالمعالیؒ کی کتاب الشامل کے باب الارادۃ میں محبت کی شرح میں ان کی کوتاہی پر ٹوکا ہے۔ اس کو وہاں دیکھا جائے۔"[۹۱]

(ہ) مؤطا میں شؤم سے متعلق حدیث۔ سہیلی کہتے ہیں: "نحوست کے بارے میں مؤطا کی حدیث کہ وہ عورت۔ گھوڑے اور گھر میں ہو سکتی ہے، کی شرح میں میں نے اس کی تحقیق، اس کے معنی کی اطمینان بخش وضاحت اور اس سے متعلق فقہ کو کھولنے کے لیے جو املاء کرایا ہے، خدا کا شکر ہے کہ میں نے اپنے کسی سابق عالم کا ایسا کام نہیں دیکھا۔"[۹۲]

(و) باندی سے متعلق حدیث۔ سہیلی کا قول ہے کہ: "وہ حدیث جس میں ایک باندی سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ آسمان میں[۹۳] ہم نے اس حدیث سے متعلق مفید، تسلی بخش اور ہر اشتباہ کو رفع کرنے والا مسئلہ املاء کرایا ہے۔ اللہ کا شکر ہے۔"[۹۴]

(ذ) حدیث مؤمن ایک اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔[۹۵] سہیلی نے کہا:
"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول: کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے سے متعلق ہم نے تقریبًا ایک کراسہ(کاپی) املا کرائی ہے۔ اس میں ہم نے ان لوگوں کا قول دہرایا جنھوں نے اس کو کسی ایک مخصوص آدمی سے متعلق مانا ہے۔ نیز ہم نے أکل اور سبعۃ أمعاء کے معنی بیان کیے ہیں۔ ہمارے خیال میں حدیث اگرچہ خاص سبب سے وارد ہوئی ہے۔ لیکن اس کے معنی عام ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس مسئلہ کو ہم نے اطمینان بخش طور پر بیان کیا ہے۔"[۹۶]

سیرت وتراجم سے متعلق مسائل

(الف) استدراکات علی کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبدالبر:
سہیلی نے لکھا ہے: "خالدہ بن حارث کے اسلام کا ذکر کیا گیا ہے، جس کو ابوعمر نے اپنی کتاب الصحابۃ میں نظر انداز کیا ہے۔ ہم نے ان کی کتاب پر جملہ استدراکات کے ضمن میں یہ استدراک بھی کیا ہے۔"[۹۷]

(ب) الاشارۃ الی سیرۃ المصطفیٰ وآثار من بعدہ من الخلفاء۔ اس کا ذکر بروکلمن نے کیا ہے اور بتایا ہے کہ وہ سہیلی کی کتاب الروض الانف کا خلاصہ ہے، اور اس کا ایک مخطوطہ نسخہ میونخ میں ہے۔[۹۸]

زہد و واعظانہ ادب

حلیۃ النبیل فی معارضۃ ملقی السبیل اس کا ذکر ابن خطیب نے کیا ہے۔[۹۹] ڈاکٹر محمد بن شریفہ کی اطلاع کے مطابق سہیلی نے اس کتاب میں ابوالعلاء معری کے رسالہ ملقی السبیل کا معارضہ کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی بتایا کہ یہ کام فن زہد و مواعظ کی تحریروں کے ضمن میں آتا ہے، جو چھٹی وساتویں ہجری میں اندلس میں بہت عام تھیں۔[۱۰۰]

متفرق مسائل

(الف) ابواب الجنۃ وابواب النار۔ سہیلی کہتے ہیں: "جنت و دوزخ کے دروازہ کے معنی، تعداد، نام، ان پر مامور فرشتوں اور ان کی قلیل تعداد کی حکمت پر ہم نے ایک

جزء کے لگ بھگ املا کرایا ہے، لہٰذا اس مسئلہ کو وہاں دیکھا جائے۔"[۱۰۱]

(ب) السرّ فی عور الدجّال۔ سہیلی نے حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے معجزات کے خاتمہ پر لکھا ہے: "اللہ کی حکمت سے مسیح ہدایت کی نشانیاں ان کی حالت کے مطابق ہیں، جیسے کہ مسیح ضلالت کانے دجّال کی ظاہری صورت اس کی باطنی حالت کے مناسب ہے۔ اللہ کے فضل سے اس نکتہ کی شرح ہم نے دوسری کتاب میں کی ہے"[۱۰۲]

(ج) اخبار الزبّاء۔ سہیلی نے تحریر کیا ہے: کسی دوسری جگہ ہم نے اس کا نسب، اور حالات کا ایک حصہ املا کرایا ہے"[۱۰۳]

(د) شرح الارشاد للجوینی۔ اس کا ذکر آلوسی نے اپنی تفسیر میں کیا ہے[۱۰۴]

سہیلی کے نام بعض تصنیفات کا غلط انتساب

(الف) جذوۃ المقتبس فی تاریخ علماء الاندلس

یہ کتاب مکتبۃ الأسد (سابق دار الکتب الظاہریہ) دمشق میں نمبر ۹۰۰۶ اور دار الکتب المصریہ میں نمبر ۴۷۳۴ تاریخ تیمور پر سہیلی کی طرف غلط منسوب ہے۔ عبدالعزیز ساوری نے ایک مقالہ میں یہ بات ثابت کی ہے[۱۰۵]

(ب) تفسیر سورۃ یوسف

الخزانۃ العامۃ کے شعبۂ وثائق و مخطوطات میں دو مخطوط نسخے ۶۶۲د اور ۴۲۷اد نمبر کے ہیں جن میں سورۂ یوسف پر بحث ہے، ان کو تفسیر کا نام دے کر سہیلی کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔ مجھے شوق ہوا کہ ان کی ایک سورت کی مکمل تفسیر سہی اس کے مطالعہ سے ان کے تفسیری اسلوب کا پتہ لگایا جائے۔ لیکن یہ معلوم ہو کر بڑی مایوسی ہوئی کہ وہ نہ تفسیر ہے، نہ سہیلی سے اس کا کوئی واسطہ۔ اس کے اہم وجوہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ سہیلی کا خیال ہے سورتوں کے آغاز میں حروف مقطعہ کے اسرار و رموز ہوتے ہیں اس لیے عقل مندوں کے لیے ان پر تدبّر واجب ہے تاکہ ان کے معانی و مقاصد واضح ہوں۔ یہ معلوم ہے کہ سورہ یوسف حروف تہجی سے شروع ہوتی ہے، لیکن اس مخطوطہ میں ان پر کوئی کلام نہیں ہے۔

۲۔ اس مخطوطہ کا اسلوب سہیلی کے طریق کار سے بالکل مختلف ہے۔ کیونکہ

سہیلی آئی علوم: لغت، نحو، بلاغت پر اعتماد کرتے ہوئے قرآنی نصوص کی تشریح پر اپنے طریقہ کی بنیاد رکھتے ہیں، لیکن زیر نظر کاوش میں اس کا کوئی اثر نہیں ہے۔

(۳) سہیلی تفسیر کے موقع پر ایسے شعری شواہد کی بھرمار کرتے ہیں جن سے استدلال پر علماء کا اتفاق ہو، نیز بیشتر ان کو ان کے کہنے والوں کی طرف منسوب کرتے ہیں، لیکن زیر بحث مخطوطہ کے شواہد کسی کی طرف منسوب نہیں ہیں، بلکہ اکثر تو تفسیری مصادر کے لیے نامانوس ہیں۔

(۴) تفسیر ماثور کے مواقع پر سہیلی صحابہ و تابعین اور دیگر ائمہ تفسیر کی طرف ان کے اقوال و اقتباسات منسوب کرتے ہیں۔ اس مخطوطہ میں اس کا بھی کوئی اثر نہیں۔

(۵) اس مخطوطہ کا غالب رجحان قصوں اور حکایتوں والا ہے، جن میں سے بیشتر عجیب و غریب و کمزور ہیں۔

(۶) اس مخطوطہ میں صوفیانہ واہی تباہی اخبار کی کثرت ہے، جیسے "بیان کیا جاتا ہے کہ شبلی نے ایک عورت کو جنازہ کے پیچھے روتے ہوئے دیکھا، وہ کہہ رہی تھی: میرا اس کے علاوہ کوئی نہ تھا، تو شبلی نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور کہا: ہائے مصیبت! اس کے کھونے پر جس کا اس کے سوا کوئی نہ ہو"

(۷) سہیلی نے اپنی تمام تصنیفات میں اپنی کتابوں 'امالی اور مسائل' کا حوالہ دینے کی پابندی کی ہے۔ سورہ یوسف کی تفسیر اگر ان کی ہوتی تو یقیناً ان کی دیگر کتابوں کے حوالے بھی اس میں ہوتے، جو نہیں ہیں۔

(۸) سہیلی اعجاز قرآن اور لغت، نحو، بیان کے مسائل سے شغف رکھتے ہیں، مگر زیر نظر مخطوطہ میں ان پہلوؤں کا کوئی اثر نہیں ہے۔

خلاصہ یہ کہ اس مخطوطہ میں سہیلی کی روح مفقود ہے اور جو شخص بھی اس عالم اور اس کی تصنیفات سے کچھ واقفیت رکھتا ہے تسلیم کرے گا کہ یہ ان کی تحریر نہیں ہے، مگر حیرتناک بات یہ ہے کہ تحقیق و ریسرچ کے ایک طالب علم نے اس مخطوطہ کو یونیورسٹی تحقیق کے موضوع کے لیے انتخاب کیا ہے [۱۶۰]

(ج) الایضاح والتبیین لما ابہم فی تفسیر الکتاب المبین۔

اس کا ذکر زرکلی [۱۶۱] و بغدادی [۱۶۲] نے کیا ہے۔ عنوان کی مشابہت کی وجہ سے بظاہر یہ کتاب مصنف کی معروف کتاب التعریف والاعلام بما ابہم فی القرآن من الاسماء والاعلام ہی معلوم ہوتی ہے۔

غالب گمان یہ ہے کہ سہیلی کے بعض تذکرہ نگاروں کے ہاں یہ نام غلط تحریر ہوا، اور متاخرین نے تحقیق کے بغیر اس کو نقل کیا۔

حوالے وحواشی

مطبوعہ حوالوں میں جابجا نقص، خلط ملط اور بے ترتیبی محسوس کی گئی۔ مقدور بھر ان کو درست کیا گیا اور بیشتر سورتوں کے نام اور تمام آیتوں کے نمبر متعین کیے گئے۔ مترجم۔

۱۔ ابن عبدالبر نے الاستیعاب میں ان کا تذکرہ لکھا ہے، ۴/۱۶۶۰-۱۶۶۱ تحقیق علی محمد البجاوی مصر، دار نہضۃ، غیر مورخ

۲۔ المطرب من اشعار اہل المغرب ۲۳۰، تحقیق ابراہیم الابیاری ودیگر محققین، بیروت، دار العلم للجمیع، غیر مورخ، آئندہ صرف المطرب

۳۔ تکملۃ الصلۃ ۲/۵۷۰، مجریط ۴۔ الدیباج المذہب ۱/۴۸۱ تحقیق د محمد الاحدی ابی النور۔ مصر، دار التراث۔

۵۔ الاحاطۃ فی اخبار غرناطہ ۳/۴۷۷، تحقیق عبداللہ عنان، مصر مکتبۃ الخانجی، طبع چہارم، آئندہ صرف الاحاطہ۔

۶۔ شذرات الذہب ۴/۲۷۱، بیروت، دار الآفاق الجدیدہ۔

۷۔ السہیلی ومذہبہ النحوی: ۴۴-۴۵، دار البیان العربی۔ طبع اول ۱۹۸۵۔

۸۔ ادبار مالقہ: ۱۷۱ (مخطوط) ۹۔ المطرب میں "یجل" کی جگہ "یمل" ہے جس کے یہاں کوئی معنی نہیں ہیں جیسا کہ ڈاکٹر بنا نے بتایا ہے۔ مقدمہ نتائج الفکر: ۹، دار الاعتصام، طبع دوم، غیر مورخ ۱۰۔ المطرب: ۲۳۱

۱۱۔ الروض الانف ۱/۹۴ العنایۃ طہ عبدالرؤف سعد، بیروت، دار المعرفۃ ۱۹۷۸۔

۱۲۔ ڈاکٹر بنا نے متوجہ کیا ہے کہ سہیلی نے ہمیشہ "لعل" کی خبر "ان" سے ملا کر لانے کی پابندی کی ہے۔ نتائج الفکر ۳۳، حاشیہ ۲

۱۳۔ الروض الانف میں اس طرح ہے، اور التکملۃ ۱/۲۵ (عزت العطار) اور اس کی ذیل لابن عبدالملک ۱/۲۷ میں ابو عمر ہے۔ ۱۴۔ تکملۃ الصلۃ ۱/۲۵ طبع عزت العطار الحسینی۔

۱۵۔ طبقات النحاۃ واللغویین ۳۵۸ (نسخہ مکتبۃ الاسد، دمشق کے مخطوطہ کی قلمی نقل)

۱۶۔ تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۳۴۸۔ ۱۷۔ یاقوت، معجم البلدان (سہیل) ۳/۲۹۱، بیروت، دار صادر، غیر مورخ۔

۱۸۔ معیار الاختیار فی ذکر المعاہد والدیار ۸۵ تحقیق د محمد کمال شبانہ، ناشر وزارۃ الاوقاف المغرب۔

۱۹۔ الروض المعطار فی خبر الاقطار: ۳۴۵ تحقیق د۔ احسان عباس، طبع دوم، اور رحلۃ التجانی: ۵۹، طبع الدار العربیۃ للکتاب سے مقابلہ کریں۔

۲۰۔ الآثار الاندلسیۃ الباقیۃ فی اسبانیۃ والبرتغال: ۲۵۷، مطبعۃ لجنۃ التالیف والترجمۃ والنشر، طبع دوم ۱۹۶۲۔ ۲۱۔ المطرب: ۲۳۳

۲۲۔ تکملۃ الصلۃ ۲/۵۷۲ (مجریط) ۲۳۔ تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۳۴۸۔

۲۴ھ العبر فی خبر من غبر ۳ / ۲۴۴ تحقیق د. صلاح الدین المنجد، طبع الکویت۔
۲۵ھ تکملۃ الصلۃ ۲ / ۵۷۱ ۲۶ھ نکت الہمیان فی نکت العمیان، ابن سہیلی کا تذکرہ دیکھیں صفحہ ۱۸۷-۱۸۸
ناشر الاستاذ احمد زکی، المطبعۃ الجمالیۃ، طبع اول، ۱۹۱۱۔
۲۷ھ مقدمۃ الامالی ۹، اور السہیلی ومذہبہ النحوی ۵۱، ۵۳۔
۲۸ھ بغیۃ الملتمس ۳۶۷، طبع دار الکاتب العربی، مصر، ۱۹۶۷۔
۲۹ھ محاضرات الابرار ومسامرات الاخیار فی الادبیات والنوادر والاخبار ۱ / ۱۴۰، طبع دار صادر، بیروت، غیر مورخ
۳۰ھ الروض الانف ۱ / ۱۰۵، ۱۲۱، ۴ ۱۹، ۲ / ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۹۶، ۲۱۸، ۲۴۴، ۲۸۹، ۳ / ۳۸۲، ۴ / ۲۲۷،
۲۷۰، اور نتائج الفکر ۲۲۵۔
۳۱ھ تاج العروس ۵ / ۵۲۳ - ۵۲۴ تحقیق حجازی، طبع الکویت، ۱۹۶۹ء
۳۲ھ الروض الانف ۱ / ۵
۳۳ھ ۴۱، وہی مرقونۃ بمکتبۃ کلیۃ الآداب بوجدۃ۔ ۳۴ھ مرجع سابق ۳۵ھ مرجع سابق ۲۳۲ - ۲۳۳
(حوالے ۳۳ تا ۳۵ غیر مفہوم ہیں۔ کیونکہ یہ ابن دحیہ کے بیان سے متعلق ہیں اس لیے ان کی محوّلہ بالا کتاب المطرب کے ہوسکتے ہیں۔ مترجم)
۳۶ھ مقری نے ان کی وفات سن ۵۸۳ھ (النفح ۳ / ۱۰۴) اور فیروزآبادی نے سن ۵۸۸ھ (البلغۃ فی تاریخ ائمۃ اللغۃ ۱۲۳) بیان کی ہے۔
۳۷ھ ناصری نے الاستقصاء (۲ / ۲۰۴) میں ذکر کیا کہ سہیلی کی قبر مراکش کے دروازوں میں سے باب الرّب کے باہر ہے، جبکہ ڈاکٹر عبدالہادی لتازی نے بتایا کہ باب الشریعۃ کے بیشتر حصہ کو منہدم کرنے کے بعد ان کی قبر کی تعمیر طے پائی۔ دیکھیں۔ المن بالامامۃ لابن صب صلاۃ ۲۱۴ حاشیہ، یہاں یہ بیان کرنا بھی مناسب ہوگا کہ سہیلی کا شمار ان سات اشخاص میں ہوتا تھا جو اپنے صلاح وتقویٰ کے لیے مشہور تھے۔ ملاحظہ کریں: الارتجال فی مناقب سبعۃ رجال۔ لمحمد الامین الصحراوی۔ مخطوط الخزانۃ الحسینیۃ نمبر ۱۹۴ اور اظہار الکمال فی مناقب سبعۃ رجال للعباس بن ابراہیم مخطوط الخزانۃ الحسینیۃ نمبر ۲ ۳۸ھ حوالہ بالا۔
۳۹ھ عارضۃ الاحوذی: ۱ / ۳، طبع دار الفکر، غیر مورخ۔
۴۰ھ السہیلی ومذہبہ النحوی ۷۷ ۴۱ھ لسان العرب (انف)
۴۲ھ تاج العروس (شرع) ۴۳ھ الروض الانف: ۱ / ۱۷۱ ۴۴ھ ایضاً ۱ / ۳-۴
۴۵ھ ایضاً ۱ / ۴ "کنیف" تصغیر ہے "کنف" کی، یعنی چرواہے کا وہ برتن جس میں وہ اپنا ساز وسامان

رکھتا ہے۔ سہیلی کے اس قول کو ابن مسعودؓ کے بارے میں حضرت عمرؓ کے قول "کُنیف ملی علما" کی روشنی میں دیکھنا چاہیے، یعنی علم کا لبالب برتن اور تصغیر یہاں تعظیم کے لیے ہے۔ ملاحظہ کریں۔ طبقات ابن سعد ۱۵۶/۳، طبع دار صادر ۱۹۸۵، حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ۱۲۹/۱ اس میں "ملی فقہا" ہے۔ دار الکتاب العربی۔ طبع چہارم ۱۹۸۵ء تاویل مشکل القرآن ۴۸، تحقیق احمد صقر، طبع المکتبۃ العلمیہ، المدینۃ المنورۃ، غریب الحدیث لابی عبید ۱۶۹/۱، المستدرک للحاکم ۳۱۸/۳۔

۴۶ الروض الانف ۵/۱

۴۷ بغیۃ الوعاۃ ۶۵/۱، وکشف الظنون ۸۱۷/۱-۹۱۸، واعلام الزرکلی ۲۸۲/۶۔ اس مخطوط کی اصل مکتبۃ ممتاز العلماء محمد تقی، لکھنؤ، ہندوستان میں نمبر (۵، حدیث اہل السنۃ والجماعۃ) سے ہے۔ اس کا مصوّر نسخہ معہد المخطوطات، ۶ ۷، ۵ نمبر کے تحت ہے۔ د، عبدالجواد خلف عبدالجواد فی مقدمۃ تحقیقہ لکتاب "غرر التبیان" ۱۱۔

۴۸ الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ للسخاوی ۱۵۸ تحقیق روزنتال، نیز دیکھیں خزانۃ الادب ۵۵۵/۹ (طبع ہارون) تاریخ الادب العربی لبروکلمان ۱۳/۳، ترجمہ عبدالحلیم النجار، دار المعارف، مصر طبع چہارم۔

۴۹ الرسالۃ المستطرفۃ ۸۰-۸۱ ۵۰ مقدمۃ النتائج ۲۲۔

۵۱ التعریف والاعلام ۱۶، تحقیق عبدالامیر علی۔ حاشیہ ۳۷ کا ایک جزء یہاں غلط طبع ہوا تھا، اس کو حذف کیا گیا۔ مترجم۔

۵۲ عبداللہ محمد النقراط کی تحقیق کے ساتھ علمی انداز میں کلیۃ الدعوۃ، طرابلس، لیبیا سے قریب میں شائع ہوا۔

۵۳ کشف الظنون ۴۲۱/۱-۴۲۲، ۱۷۷۱/۱

۵۴ ایضاح المکنون ۲۲۲/۳ میں پورا نام "التبیان فی مبہمات القرآن" ہے۔

۵۵ رحلۃ العبدری ۲۳۱ تحقیق الاستاذ محمد الفاسی، ناشر جامعۃ محمد الخامس، یہ ذکر مناسب ہوگا کہ کتاب "التبیان" مفقود ہے۔ خود اس کے مؤلف ابن جماعہ نے اس کا خلاصہ "غرر التبیان فیمن لم یسم فی القرآن" کے نام سے کیا تھا۔ اس کی تحقیق ڈاکٹر عبدالجوار خلف عبدالجوار نے کی اور اس کا پہلا طبع دار قتیبۃ، دمشق سے سن ۱۹۹؟ میں شائع ہوا۔

۵۶ سیوطی نے اپنی کتاب "مفحمات الاقران فی مبہمات القرآن" کی طرف اشارہ کیا ہے۔ دیکھئے: الاتقان ۸۱/۴، تحقیق ابی الفضل ابراہیم، طبع دار التراث، اور طبع موسسۃ الرسالۃ۔ تحقیق ایاد خالد الطباع

۵۷ ان کا تذکرہ بغیۃ الوعاۃ ۲۵/۱-۲۶ میں دیکھیں۔

۵۸ پہلا طبع سن ۱۹۷۰ میں مطبعۃ السعادۃ سے شائع ہوا۔
۵۹ مجلۃ المورد العراقیۃ، جلد ۱۸، شمارہ ۳، ۱۹۸۹، ص ۸۲
۶۰ حوالہ بالا ۸۴-۱۱۰ ۶۱ سورۃ النور ۳۱ ۶۲ حوالہ ندارد۔ مترجم
۶۳ مجلۃ الموارد العراقیۃ مجلد ۱۸، شمارہ ۳، ۱۹۸۹، ۸۵۔
۶۴ الروض الانف ۲/۱۵۳
۶۵ یہ سہیلیؒ کی سبقت قلمی ہے، ورنہ سب کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوامع الکلم عطا کیے گئے تھے۔ ۶۶ الروض الانف ۴/۶۲ ۶۷ حوالہ بالا ۱/۲۶۰
۶۸ سورۃ الکہف ۱۲ ۶۹ الروض الانف ۲/۵۴ ۷۰ حوالہ بالا ۲/۵۶
۷۱ الامالی ۱۱۸ ۷۲ حوالہ بالا ۱۲۴
۷۳ شاعر کا نام الولید بن عقبہ بن ابی معیط ہے، تکمیلی مصرعہ "لاتسینا قد نسینا الایجاف" ہے، دیکھیں، ضرائر الشعر للسیرافی ۹۸، تحقیق د۔ رمضان عبدالتواب، بیروت۔ ۷۴ نتائج الفکر ۲۲۴
۷۵ الروض الانف ۲/۲۹۶ ۷۶ سورۃ الاعراف: ۲ ۷۷ سورہ انشراح: ۱
۷۸ البرہان فی علوم القرآن ۱/۱۷۰، تحقیق محمد ابی الفضل ابراہیم، دار الفکر، طبع سوم۔
۷۹ سورۃ النور ۳۵ ۸۰ الروض الانف ۱/۲۱۹ ۸۱ سورہ الانعام ۳۸
۸۲ المطرب ۲۳۷ ۸۳ سورۃ النحل ۸۴ ۸۴ المطرب ۲۳۷
۸۵ سورۃ الاخلاص ۱ ۸۶ المطرب ۲۳۷، حوالہ بالا طبع ہوا تھا، تصحیح کی گئی۔ مترجم۔
۸۷ الروض الانف ۱/۴۵ ۸۸ حوالہ بالا ۱/۲۸۰ ۸۹ ایضاً ۲/۱۵۷، ۲۸۶، ۴/۱۹۶
۹۰ ایضاً ۲/۲۵۰ ۹۱ ایضاً ۳/۴۵ ۹۲ ایضاً ۳/۲۸۳
۹۳ ایضاً ۴/۲۵۳ ۹۴ ایضاً ۲/۲۹۱ ۹۵ ایضاً ۲/۶۵
۹۶ ایضاً ۳/۱۲ ۹۷ ایضاً ۱/۲۳
۹۸ تاریخ الادب العربی ۳/۱۳، ترجمۃ د۔ عبدالحلیم النجار، مصر۔ دار المعارف، طبع چہارم
۹۹ الاحاطہ ۳/۳۷۹ میں لفظ "ملقی" کی "مافی" سے تصحیف ہوئی ہے۔
۱۰۰ ابو المطرب بن عمیرہ، حیاتہ وآثارہ ۲۹۹، ناشر المرکز الجامع للبحث العلمی، الرباط، طبع اول۔
۱۰۱ تا ۱۰۳ پر ۹۵، ۹۶، ۹۷ نمبر کے حوالے درج تھے، حالانکہ یہاں سہیلی کی الروض الانف یا ان کی کسی اور تالیف کے حوالے ہونا چاہئیں۔ بہر حال آگے کے حوالوں کے نمبر درست کر دیئے گئے۔ مترجم۔

۱۰۴؎ روح المعانی ۱/۵۳ طبع دار الفکر ۱۹۷۸ء۔ ۱۰۵؎ جریدہ "الحیاۃ" لندن، ۱۷، شمارہ ۱۰۲۸۷، ۲۳ اکتوبر ۱۹۹۱ء

۱۰۶؎ مخطوطہ کے بارے میں محقق عالم محمد المنونی سے بات ہوئی تو انھوں نے میری رائے سے اتفاق کیا کہ اس کی نسبت سہیلی کی طرف صحیح نہیں ہے۔ یہ بتانے پر کہ اس کو ایک طالب علم نے اسلامی مطالعات کا اعلیٰ ڈپلومہ حاصل کرنے کے لیے منتخب کیا ہے، انھوں نے مذاق میں کہا: "طالب و مطلوب دونوں کا ناس ہوا۔"

۱۰۷؎ الاعلام ۴/۸۶ ۱۰۸؎ ہدیۃ العارفین ۱/۵۲۰

(بحوالہ ماہنامہ آفاق الثقافۃ والتراث، دبی، متحدہ عرب امارات، ۲/۶، ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ / ستمبر ۱۹۹۴ء صفحہ ۹۰-۱۰۵)

ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی کی نئی پیش کش

عہد نبوی کا نظام حکومت

پروفیسر محمد یسین مظہر صدیقی

سیرت نبوی اور اس کے مختلف پہلوؤں پر اب تک چھوٹی بڑی بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا لیکن اس کتاب میں اس لحاظ سے جدت اور ندرت پائی جاتی ہے کہ وہ ایسے موضوعات پر مشتمل ہے جن سے کتب سیرت میں بہت کم تعرض کیا گیا ہے۔ ابتدا میں عہد رسالت میں ریاست کے تدریجی ارتقا پر مختصر روشنی ڈالی گئی ہے پھر اس کے دور مبارک میں شہری نظم و نسق اور فوجی، مالی اور مذہبی نظاموں سے مفصل بحث کی گئی ہے۔

اسلامی تاریخ اور سیرت نبوی پروفیسر محمد یسین مظہر صدیقی کا خاص موضوع ہے۔ ان کا نام اعلیٰ تحقیقی معیار کی ضمانت ہے۔

کتاب پر مولانا سید جلال الدین عمری سکریٹری ادارہ اور نائب امیر جماعت اسلامی ہند کا مختصر اور مفید مقدمہ بھی ہے۔

آفسٹ کی خوبصورت طباعت، عمدہ کاغذ، صفحات ۱۳۶ قیمت ۳۰/- زیادہ منگوانے پر خصوصی رعایت

مکتبہ تحقیق وتصنیف اسلامی۔ پان والی کوٹھی۔ دودھ پور علی گڑھ